ڈاکٹر شاداب ارشد، اسسٹنٹ پروفیسر،
شعبۂ فارسی، کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

مخطوطہ شناسی میں ترقیمے کی اہمیّت

مخطوطہ شناسی میں کاغذ، خط، روشنائی اور جلد وغیرہ کے علاوہ ترقیمہ، عرض دیدہ اور مہر کو ایک خاص اہمیّت حاصل ہے۔ ان تمام امتیازات سے ایک خطّی نسخے کا درجۂ اعتبار متعین کیا جاسکتا ہے۔ میری رائے میں مذکورہ آخری تین خصوصیّات میں ترقیمے کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ترقیمہ کے لغوی معنی ہیں کتاب کرنا، خط کو سجانا اور خط پر نقطے لگانا۔ لیکن نسخہ نویسی اور کاتبوں کی اصطلاح میں ترقیمے سے مراد وہ عبارت جو کسی بھی قلمی نسخے کے اصل متن کو پورا لکھ لینے کے بعد اسی کتاب یا کاغذ پر ایک کاتب خود اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے خواہ اس کا کاتب خود مصنّف ہو یا کوئی اور یعنی ترقیمہ وہ ٹیکنیکل چیز ہے جو کاتب نے کتاب میں اضافتاً لکھ دیا ہو اس کا تعلق اصل متن کتاب سے کچھ نہیں۔ ترقیمے دراصل خطّی نسخوں کے شناس نامے ہوتے ہیں ترقیمے کے لیے انگریزی لفظ (Colophon) کی اصطلاح نہایت موزون اور برمحل ہے۔ انگریزی میں اس لفظ کے معنی کتاب کے اختتام پر کسی کتاب یا مخطوطے کا نام، موضوع، مصنّف کا نام وغیرہ، پر مشتمل عبارت، جو امتیازی صورت میں درج ہوتی تھی۔[1]

کسی مخطوطے کے آخر میں کوئی بھی تحریر ہوتو ہر تحریر ترقیمہ نہیں، ترقیمہ تو صرف جہاں وہ صاف کہے کہ اس کی کتابت سے میں فلاں تاریخ کو فارغ ہوا یا کتابت میں نے فلان تاریخ کو کی اور کئی مرتبہ ترقیمے سے مخطوطے اور اس کے مصنّف کا نام بھی ملتا ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کسی بھی ناقص الآخر تحریر کے بعد عموماً ترقیمہ موجود نہیں ہوتا ہے البتہ امکان اس بات کا ہے کہ کسی ناقص الآخر مخطوطے کا مطالعہ کرنے والا اپنی یادداشت کے طور پر اس مخطوطے کے بارے میں کوئی فقرہ یا جملہ یا طویل عبارت لکھ دے، ظاہر ہے کہ یہ اندراج ترقیمہ کی ذیل میں نہیں آئے گا۔ ترقیمے کے لیے لازم ہے کہ وہ تسوید متن کے ساتھ ہی لکھا جائے۔ سلسلۂ کتابت منقطع ہوجانے کے بعد جو کچھ لکھا جائے گا خواہ وہ براہ راست مخطوطے کی کتابت ہی سے مطلق ہو اور اس کا لکھنے والا متن کا کاتب ہی ہو، وہ اندراج ترقیمہ نہیں ہوگا۔

مخطوطہ کے متن کے اختتام پر اس کا کاتب اس کی کتابت ختم ہونے کی ایک یا زیادہ لفظوں یا جملوں میں جو روداد بیان کرنا چاہتا تھا التباس نہ ہو، اس احتیاط کے طور پر وہ الٹے تکون کی ہندی شکل کی ایک یا دو لکیروں کی جدولی لکیریں کھینچتا تھا۔ پھر لکیروں کا التزام نہ رہا لیکن ترقیمہ اسی طرح الٹے تکون کی شکل والی زمین میں لکھا جاتا رہا۔ بعد میں اس سے بھی صرف نظر ہوا۔[۲]

ترقیمہ دراصل قلمی کتاب کے آخر کی وہ عبارت ہوتی ہے جس میں اس کا کاتب کتاب کی کتابت کے حالات وواقعات تحریر کرتا ہو۔ یہ مطالب ومشمولات کے لحاظ سے متنوع ہوتے ہیں۔ اس لیے ترقیمے میں ایک یا ایک سے زیادہ اطلاعات

Scanned with CamScanner

ایک یا چند لفظوں یا جملوں میں بھی ہوسکتی ہیں اور کبھی ایک ایک صفحہ طویل بھی ہوسکتا ہے، ترقیمے دو، تین یا چار بھی ہوتے ہیں۔ ایک مصنّف کا ترقیمہ دوسرا اس سے جو نقل ہوا، تیسرا جو نسخہ نقل کیا گیا وہ ترقمیہ۔ ترقیمے میں کتاب کا نام، تاریخ، سنۂ کتابت، مصنّف اور کاتب وغیرہ کا نام ہوتا ہے۔ کبھی تفصیلی یا زیادہ اطلاعات بہم پہنچانے والے ترقیمے سے مخطوطے کی اہمیّت پر روشنی پڑتی ہے۔

کاتب اپنے کام یعنی مراد اس متن سے ہے جو اس نے لکھا ہے خواہ وکوئی مربوط و منضبط کتاب ہو یا کوئی مکمل تحریر ہو، کے بارے میں ایک یا زاید اطلاعات قلمبند کرنے کے معاملے میں آزاد ہے۔ معمولاً ترقیمے میں جو اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں وہ کئی طرح کی ہوسکتی ہیں۔ بعض اطلاعات کا ذکر یوں ہوتا ہے:۔

ا۔ اس بات کا اظہار کہ جس متن کی کتابت کی جارہی تھی، وہ پورا پورا لکھا جاچکا ہے۔ اس کے لیے ایک یا دو لفظ بھی کافی ہوسکتے ہیں، اور طویل عبارت بھی ہوسکتی ہے۔

ا) ایک لفظ اس قسم کا ہوسکتا ہے:

فقط، تمّت، سماپت، ایتی وغیر:

ب) دو لفظوں کا مجموعہ اس طور پر آتا ہے:

ختم شد، تمام شد، باتمام رسید، انجام یافت وغیرہ

معمولاً ''تمت یا تمام شد'' یا اس قسم و معنی کا کوئی فقرہ لکھنے کا چلن ہے۔ ان کلمات کے لکھنے سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ کتابت شدہ متن اسی مقام پر مکمل ہوگیا ہے۔ اب اس کے بعد لکھنے کے لیے یا تو کچھ اور ہے ہی نہیں اور

Scanned with CamScanner

اگر ہے تو اس کا اس متن سے جس کے مکمل ہو جانے کا اظہار کیا جا رہا ہے، کچھ تعلق نہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا لازمی ہے کہ ترقیمہ اور خاتمہ ایک دوسرے کے مترادف نہیں ہیں ترقیمہ جیسا کہ مذکور ہوا بہت وسیع المعنی اصطلاح ہے۔ خاتمہ یا تتمہ اس کے ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۔ زیر کتابت متن کو مکمل کر لینے کے بعد خاتمے کے ساتھ اور کبھی اس کے بغیر بھی، کاتب اپنا نام لکھ کر یا دستخط کر کے بھی متن کی تکمیل کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے اس عمل سے یہ فائیدہ ہوتا ہے کہ قاری کو کاتب کے نام کا علم ہو جاتا ہے۔ نام کبھی مکمل لکھا جاتا ہے اور کبھی اس کو مختصر بھی کر لیتے ہیں۔ دستخط بھی واضح ہوتی ہے اور کبھی غیر واضح بھی۔

۳۔ کاتب، تسوید کے کام کو پورا کر لینے کے بعد، کبھی تکمیل کار کا سال یا اس کی تاریخ لکھ دیتا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ کتابت کا عمل اب مکمل ہو گیا۔ اس قسم کے ترقیمہ کی مثالیں یہ ہیں:

ا) تمت تمام شد ۷۸۰ھ

ب) تمت تمام شد ۱۰۶۲ھ

ج) تمت بالخیر ۱۱ ربیع ۱۱۱۸ھ

۴۔ متن کی تسوید کے بعد کبھی ترقیمہ کے طور پر کتاب کا نام یا کتابت شدہ تحریرہ کا عنوان بھی لکھ دیا جاتا ہے، اس طرح:

ا) تمام شد این رسالہ فردوسیہ

Scanned with CamScanner

ب) تمت تمام شد مثنوی الٰہی

۵۔ ترقیمہ میں کبھی کبھی کاتب کتابت کے سبب کا ذکر بھی بیان کرتا ہے مثلاً:

برای پدر بزرگوارم نوشتہ شد یا

بہ پاس خاطر عزیزی نقل کردم یا

برای برادرم نوشتہ شد

کبھی کاتب ان حالات کا ذکر بھی کر دیتا ہے جن سے کتابت کے دوران وہ دوچار رہا ہے، جیسے:

"فقیر بی حاصل.... سیاہ کار صادق علی مرزا معدوم الاحوال پریشان خاطر وشکستہ روزگار بہ موجب فرمایش خان مہربان سراپا لطف واحسان حافظ نظارت خان سلمہ الرحمان.... دیوان مرزا رفیع اسودا...درعین ہنگامہ شاہ درآنی و مرہٹہ .... از کمال پریشانی کہ اسباب کتابت درست نداشت از بی حواسی ضرورتاً........تحریر نمود"[۳]

۶۔ ترقیمہ میں کبھی دعایہ کلمات شامل کر لیئے جاتے ہیں اور کبھی دعاؤں وغیرہ کی درخواست پر مشتمل جملے بھی لکھے جاتے ہیں۔ کاتبوں میں بعض رباعیات اور ابیات مشہور تھے جو اکثر ترقیموں میں نقل ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں فارسی مخطوطات میں یہ دعایہ ابیات کثرت سے دیکھنے میں آتے ہیں۔

ا) الٰہی بیا مرز خوانندہ را عفو کن گناہ نویسندہ را

ب) ہر کہ خواند طمع دعا دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم

Scanned with CamScanner

نوشتہ بماند بہ خط غریب　　　کہ نصر من اللہ فتح قریب

ج)　لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ تمت تمام شد، کارمن نظام شد، نوشتہ محمد عارف [4]

ترقیمہ کی جو مختلف نوعتیں اور صورتیں بالا سطور میں بیان کی گئی ہیں، ان سے تکمیل کے علاوہ متن کے بارے میں صرف ایک اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ہم ان سب کو ''مفرد ترقیمہ'' کہہ سکتے ہیں۔ مفرد ترقیمے لازماً مختصر ہی ہوتے ہیں یہ تصور کر لینا درست نہیں ہے۔ کبھی کبھی تو یہ کافی طویل بھی ہوتے ہیں۔

ترقیمہ میں متن کی تکمیل کے بعد، کاتب اس بات کی بھی وضاحت کر سکتا ہے کہ اس نسخے کا مالک کون شخص ہے مثال کے طور پر:

''تمام شد، مالک این کتاب منشی سیّد حسن علی ساکن بلگرام''، [5]

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ملکیّت یا خریداری سے متعلق کوئی اندراج اگر خاتمہ سے متّصل اور متن کے اصل کاتب کے قلم سے نہیں تو اس کو ترقیمہ کی ذیل میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

مفرد ترقیموں کے ابہام کو دور کرنے کی کوشش میں جُزئیات کو قلمبند کر دینے کے سلسلے کو صراحت پسند طبیعتوں نے کافی وسعت دی ہے۔ اس کوشش نے ترقیموں کی افادیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

ا۔　خاتمۂ متن کی ذیل میں کئی امور کا بیان کیا جاتا ہے مثلاً کاتب خود اپنا تعارف کراتا ہے۔ کتابت کے دوران وہ جس قسم کے معاملات و مسائل سے دوچار رہا

Scanned with CamScanner

ہے ان کا ذکر کرتا ہے۔ کتابت کے کام میں کتنی مدّت صرف ہوئی اس کا تذکرہ اور یہ بھی کہ تسوید کے عمل کے مکمل ہو جانے کے بعد نظر ثانی کی صورت بنی یا نہیں۔ جس نسخے سے یہ نقل تیار کی گئی ہے، اس کی نوعیت کا بیان وغیرہ۔

۲۔ کاتب کی شخصیت بھی کسی مخطوطے کے زمانے اور قدر و قیمت کے تعین میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ترقیمے میں اپنے بارے میں کاتب جو اطلاعات فراہم کر دیتا ہے، ان کی بہت اہمیّت ہوتی ہے۔ مثلاً اپنے باپ دادا کا نام، وطن، اپنی اور اُن کی حیثیت اور مقام کتابت وغیرہ۔ اس کی بعض مثالیں اس طرح ہیں:

ا) کاتب الحروف فقیر الحقیر المحتاج الی اللہ الحمید عبد اللہ شاہ ولد الہداد شاہ[۶]

ب) تمت تما شد بقلم عبد اللطیف خان از کاسگنج ضلع ایٹہ پرگنۂ بلرام[۷]

۳۔ زمانۂ کتابت: بعض ترقیموں میں روز و ماہ و سال کے ذکر کے علاوہ اتمام کے وقت کا بھی ذکر موجود ہوتا ہے اور بعض میں ایک سے زاید کلنڈروں کے مطابق ماہ و سال کا اندراج کیا جاتا ہے۔ کبھی مقام کتابت کا بھی اظہار کر دیا جاتا ہے۔ ذیل کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

ا) ''تمت تمام شد کارِ من نظام شد المرقوم نہم ماہِ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ روزِ شنبہ بہ وقت یک دونیم پاس روز برآمدہ''[۸]

ب) ''الحمد للہ کہ بفضل ایزد متعال این نسخہ نہم محرم الحرام ۱۲۲۴ھ

موافق ۳ جلوس مبارک حضرت پادشاہ جمجاہ.... حضرت معین الدّین محمد اکبر شاہ پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وافاض علی العالمین برہ، واحسانہ، صورت اختتام پذیرفت"[9]

فارسی اور اردو کے مخطوطات کے ترقیموں میں جن کلنڈروں کے مطابق سنین کا اندراج دیکھنے میں آتا ہے ان میں سے کچھ کا ذکر یوں ہے: سنہ جلوس، سال ہجری، عیسوی[10]، بکرمی[11]، شک سنبت، فصلی[12]، سن الٰہی[13] وغیرہ۔

۴۔ کتاب کا تعارف: عام طور سے ترقیموں میں کتاب کا نام لکھا جاتا ہے لیکن بعض کاتب اس کا مختصر سا تعارف بھی کر دیتے ہیں۔ اس تعارف میں کتاب کے مصنف کا نام، موضوع اور بعض وقت بنیادی مباحث کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تعارف کی ذیل میں کاتب اپنی رائے بھی شامل کر دیتا ہے مثال کے طور پر:

"تاریخ باغِ ارم از حکیم محمد یحییٰ صاحب المتخلّص ندرت فرزند قاضی القضات حکومت مدارس مصطفا علی خان بہادر گوپاموی جعل الجنتہ مثواہ"[14]

۵۔ کتاب کی ملکیت: ترقیمے میں، مخطوطے کے مالک، اس کی ولدیت اور حیثیت کے علاوہ اس کے ساتھ کاتب کے معالات وغیرہ کا بھی ذکر ہوسکتا ہے مثلاً:

"مالک این کتاب شیخ نصیر الدّین ولد قاضی محمد فیض اللہ، کسی اگر دعوی کند باطل وغلطہ است"[15]

۶۔ مخطوطے کی کتابت وسبب تألیف سے متعلق بھی ترقیموں میں مختلف نوعیت کی اطلاعات اور تفصیلات درج ہوتی ہیں:

خطّی نسخوں کے مختلف فہرستوں کے تفصیلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفرد ترقیموں کا، خواہ وہ مفصّل ہوں یا غیر مفصّل، چلن عام نہیں رہا۔ عام طور سے جو ترقیمے ہمارے مطالعے سے گذرتے ہیں، ان سے متن کے بارے میں ایک سے زاید اطلاعات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے لیے ''مرکّب ترقیمہ'' کی اصطلاح مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اطلاعات کی نوعیّتوں کی مثالیں اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔ مرکّب ترقیموں سے جو اطلاعات حاصل ہوتی ہیں، عموماً زیادہ مفصّل، واضح اور قطعی ہوتی ہیں مثال کے طور پر مندرجہ ذیل کا ترقیمہ ملاحظہ ہو:

> ''تمام شد این دفتر اوّل از تذکرۂ الٰہی کہ در ذکر متقدّمین شعرای علیین مکان را روز دوشنبہ ماہ شول بہ تاریخ ہزار وشصت وپنج ومؤلف این تذکرۂ الٰہی، عماد الدّین محمود المتخلّص بہ الٰہی الحسینی ابن امیر حجّت اللہ اسعد آبادی ھمدانی است''۔[۱۶]

جیسا کہ پہلے ہی ذکر کیا گیا ہے کہ مرکّب ترقیموں سے عموماً زیادہ مفصّل اطلاعات حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً کاتب کے بارے میں تفصیلات، زمانۂ کتابت، مخطوطے کے بارے میں اطلاعات، ملکیت کتاب سے متعلق، سبب کتابت، منقول عنہ کا حوالہ، تصحیح وغیرہ، کاتب کی رای، کتاب کے بارے میں اطلاعات وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک صاحب علم کاتب بعض اوقات ترقیمے میں درج بالا اطلاعات سے گیا

Scanned with CamScanner

تھا جس مقام کا نام اس میں درج ہے؟ اور آیا اسی سال کتابت ہوا تھا جو ترقیمے میں موجود ہے؟ ان تمام امور کے تعین کے لیے وسیع اطلاعات، گہرے مشاہدے اور زبردست تجربے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ترقیموں اور ان کے کوائف کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں جن سے ترقیموں کی تاریخی وادبی اہمیت ومناسبت کا علم ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ یہ اندازہ لگایا جا سکے گا کہ بعض ترقیمے گمراہ کن ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد رنجبر نے ۱۳۶۷ ہجری شمسی میں فریدالدّین عطار (متوفّی ۶۲۷ ھ ق) کی مثنوی ''منطق الطیر'' تہران سے شائع کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ اشاعت، منطق الطیر کے اُس قلمی نسخے پر مبنی ہے جو عطار کی وفات کے صرف سو سال بعد یعنی ۷۲۷ ہجری قمری میں کتابت ہوا ہے۔ ترقیمہ میں کاتب نے اپنا نام خسرو درج کیا ہے۔ جس نے یہ نسخہ قدیم نستعلیق خط میں لکھا ہے۔ اس کاتب کے حالات زندگی کسی مآخذ سے دریافت نہیں ہو سکے۔ البتہ مذکورہ نسخے کے منظوم ترقیمے سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ ایک باسواد شخص تھا اور ایک اچھا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ عطار کے مقام سے واقف تھا اور اسی طرح منطق الطیر کی اہمیّت بھی اس پر روشن تھی۔ ایسی صورت میں ایک کاتب سے بہتر نتایج کی امید رکھنی چاہیے۔ ترقیمہ درج ذیل ہے جو کاتب کے واقف کار ہونے کا ثبوت ہے:

همچنان دل در تحیّر مست بود گاه اندر حمد وگاهی در درود
حق تعالیٰ از مدد درها گشاد اتفاقم ختم این نسخه افتاد
شد به دست خسرو، این نسخه تمام روزِ بیست وپنجم از ماه صیام
خسروِ گوینده‌ٔ آن فخرِ دین خادم بیچاره ای نی کبر وکین

Scanned with CamScanner

سال اندر بست و ہفت و ہفتصد
بود چون این دولتم آمد بہ صد

گفت عطار از ہمہ مردان سخن
گر تو مردی ہم بہ خیرش یاد کن

جان او از نور حق آسودہ باد
نام او در آسمان بہ ستودہ باد

درج بالا واضح ترقیمے میں اسم کاتب، ماہ وسال کتابت ومؤلف کا نام وغیرہ موجود ہونے کے باوجود مرتّب کو اس کے نستعلیق خط میں کتابت ہونے پر شبہ ہوا کہ اس زمانے میں نستعلیق رائج نہیں تھا، اس لیے ترقیمہ کی اطلاعات جعلی ہیں، چونکہ مرتّب نے اس سلسلے میں اپنے مقدّمے میں شک کا اظہار یوں کیا:

''نسخۂ مذکور یک سد سال پس از عطار یعنی سال ۷۲۷ھ.ق. پایان پذیرفتہ است.... امّا اشکال در این است، اگر چہ از ابیات بالا چنین برمی آید، کتابت بہ سال ۷۲۷ھ.ق. بہ پایان رسیدہ، امّا خطّ کتابت .... باید بہ قرن نہم مربوط باشد، چہ خطّ نستعلیق پختہ است، ونمی توان آن را بہ اوایل قرن ہشتم دانست''۔ [۱۷]

کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد اس پر تبصرہ کیا گیا اور تبصرہ نگار نے بھی سال کتابت کے بارے میں مرتّب نسخے کی تائید کی اور اظہار خیال کیا کہ یہ نسخہ نویں صدی ہجری یا اُس کے بعد کا ہونا چاہیے۔ [۱۸]

قابل غور بات یہ ہے کہ ڈاکٹر رنجبر اور تبصرہ نگار دونوں کے ذہن میں یہ بات نہیں رہی کہ خطّ نستعلیق کے دو دور متعین کیے گئے ہیں ایک آٹھویں صدی ہجری سے شروع ہو کر اس صدی کے اواخر تک جاری رہا۔ میر علی تبریزی آٹھویں صدی کے

Scanned with CamScanner

اواخر میں نستعلیق کے ماہر واستاد خوش نویس کی حیثیت سے ایران میں افق کتابت پر ظاہر ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ چونکہ عام خیال یہ ہے کہ میر علی تبریزی اس خط کا واضع ہے جو صحیح نہیں۔ اسی بے بنیاد تصوّر نے مصحح کو غلط فہمی کا شکار بنایا۔

دیگر صاحبان نظر نے مذکورہ نسخے کے اندر نستعلیق، تذہیب وغیرہ سے یہ قطعی طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ ترقیمہ اصل ہے اور اس میں دی گئی اطلاعات جعلی نہیں۔ اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس ترقیمے سے یہ تصدیق ہوئی کہ نستعلیق طرز تحریر آٹھویں صدی میں نہ صرف رائج ہو گیا تھا بلکہ علماء ونساخ اس خط میں کتابیں بھی کتابت کر رہے تھے۔

یہ ذکر آ چکا ہے کہ ترقیمہ نظم ونثر دونوں صورتوں میں ملتے ہیں۔ مندرجہ بالا منظوم ترقیمہ اس کی ایک عمد مثال ہے۔ منظوم ترقیمے کے حوالے سے ایک اہم نقطے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی منظوم کتاب پر منظوم ترقیمے سے قبل کاتب کے درج کردہ کسی دوسرے شاعر یا خود اس کے اپنے مناسب حال اشعار درج ہوں تو وہ نسخہ شناسی میں ایک مسئلہ بن سکتا ہے۔ ایسے نسخے کی بنیاد پر دوسرا نسخہ تیار کرایا جاتا ہے تو اس کا امکان رہتا ہے کہ پہلے نسخے میں کاتب کے درج کردہ اشعار اصل متن کا حصہ بن جائیں اور اس طرح ایک شاعر کے اشعار دوسرے شاعر سے منسوب ہو جائیں۔ اور ایسا دیکھا بھی گیا ہے مثلاً امیر معزّی کے قصیدے سے یہ دو بیت، جو اس نے سلطان ملک شاہ کی مدح میں کہے ہیں:

مال وحال وسال وفال واصل ونسل وتخت وبخت

Scanned with CamScanner

بادت اندر پادشاہی بر مراد و بر دوام

مال وافر، حال نیکو، سال فرخ، فال سعد

اصل رازی، نسل باقی، تخت عالی، بخت رام [۱۹]

دیوان حافظ کے بعض قلمی نسخوں میں قطعات کے ذیل میں درج ہو گئے ہیں۔اس کا احتمال ہے کہ کسی کاتب نے دیوان حافظ کسی حاکم وقت کے لیے تیار کیا اور معزّی کے یہ دو بیت دعا کے طور پر ترقیمہ میں درج کروائے، اس کے بعد کسی دوسرے ناواقف کاتب نے ان ابیات کو حافظ کا طبع زاد سمجھ کر، ان کی ظاہری شکل وصورت کے پیش نظر دیوانِ حافظ میں مقطّعات کے ذیل میں درج کر دیا۔اور اس طرح یہ اشعار حافظ کے دیوان میں راہ پا گئے۔

مشاہدے میں بعض ترقیمے ایسے بھی گزرے ہیں کہ غور وفکر کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے یہ ترقیمے بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے جوں کے توں منقول عنہ سے نقل کر دیے۔اگر یہ حقیقت اس نسخے پر کام کرنے والوں پر منکشف نہ ہوگی تو وہ ظاہر ہے غلط نتائج اخذ کریں گے اور اصل صورت حال ظاہر نہیں ہوگی۔اور اصل نسخے کی نقلیں بھی اصل نسخہ شمار کی جانے لگیں گی۔انجمن ترقی اردو (پاکستان) کراچی میں سنگھاسن بتیسی کے دو مخطوطے بتائے گئے اور دونوں کے ترقیمے لفظ بہ لفظ ایک جیسے ہیں۔دونوں قلمی نسخوں کے ترقیموں کی عبارت یہ ہے:

''تمت تمام شد بہ تاریخ چہارم جمادی الثانی ۱۲۱۲ھ کاتب محمد رحمت اللہ خان'' [۲۰]

کیونکہ ایک دن میں ایک ہی نسخہ مکمل ہو سکتا ہے۔بہ ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

کہ دوسرے نسخے کا ترقیمہ کاتب نے بغیر کسی ترمیم من وعن منقول عنہ سے نقل کیا ہے۔

ترقیموں میں جعلسازیوں کے امکان سے انکار کرنا بھی درست نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ایک دوسری صورت حال دیکھنے میں آئی ہے۔ جس کا چلن قدیم بھی ہے، دلچسپ بھی اور انسانی مزاج کے مطابق بھی۔ بعض نسخہ نویسوں، کاتبوں یا خود مالکان نے ترقیموں میں ردّ وبدل کی ہے۔ کبھی کبھی مخطوطے کو زیادہ وقیع اور اہم ظاہر کرنے کے لیے اس پر کوئی قدیم سال لکھ دیتے ہیں یا کسی قدیم واقعہ کو ترقیمے کی عبارت میں داخل کردیتے ہیں۔ بعض لوگ ترقیمے میں لکھے ہوئے سال کو کھرچ کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دیتے ہیں اور اس طرح کوشش کی ہے کہ وہ اپنے نسخے کو بہ ظاہر اہم امتیازات کا حامل بنادیں۔ کاتبوں کے نام، سال کتابت اور حتی کہ مالکان نسخے کے ناموں میں ردّ وبدل اور تبدیلی کی مثالیں عام ہیں۔ اور یہ کام قدیم زمانے سے کیا جارہا ہے۔ فارسی استاد کی اصطلاح میں اس عمل کو ''کتابت مزّور'' کا نام دیا گیا ہے۔

بعض ترقیمے اس لحاظ سے بڑی اہمیّت کے حامل ہوتے ہیں کہ ایک نسخہ سے مطلق ہماری بیشتر اساسی معلومات ترقیمے کی عبارت پر منحصر ہوتی ہیں۔ چونکہ کتاب یا خود اس کے مصنّف کے بارے میں معاصر یا بعد کے مآخذ خاموش ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ترقیمہ اس کتاب کے مصنّف اور اس کی اس تألیف کے متعارف کرانے کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔

مخطوطات کے ترقیموں میں جای کتابت کا ذکر بھی عام طور پر نظر آتا ہے۔ جگھوں کے یہ نام جہاں جغرافی اعتبار سے اہم ہیں وہاں اس امر کی طرف اشارہ بھی ملتا

Scanned with CamScanner

ہے کہ اس جگہ پر موضوع نسخہ کے جاننے والے موجود تھے اور اس موضوع پر نسخوں کی مانگ تھی اور وہاں کتابت کرنے والے بھی موجود تھے۔

ترقیموں کے وسیلے سے ہی بے شمار ایسے کاتبوں کے نام کا علم ہوتا ہے جن کا ذکر تذکروں میں موجود نہیں ہے۔ چونکہ خطّاطوں کے تذکرے بہت کم تالیف ہوئے ہیں۔ اس لیے ترقیموں میں کاتبوں کا نام، ولدیت، زمانہ اور ان کی جائے کار وغیرہ سے متعلق اطلاعات خطّاطی کی تاریخ میں اہم رول ادا کریں گے۔ بعض کاتب صاحب ذوق تھے، شاعر تھے اور اسی وجہ سے انھوں نے منظوم ترقیمے درج کیے ہیں۔ ایسے شاعر کاتبوں میں متعدد ایسے ہوں گے جن کا ذکر شعراء کے تذکروں میں نہیں ملے گا۔ اس طرح یہ ترقیمے شعراء کے تعرف کا ذریعہ بھی ہیں۔

Scanned with CamScanner

پانوشت و کتاب شناسی:

1. Fowler, H. W & F.F; The Concise Oxfor Dictionary of Current English, Oxford University Press, London 3rd Edition 1934

۲۔ ------------------------------------

۳۔ مخطوطۂ مملوکۂ مولانا آزاد لائبریری، حبیب گنج کلکشن

۴۔ زور، ڈاکٹر سیّد محی الدّین قادری: تذکرۂ مخطوطات (۵ مجلّد) مطبوعات ترقی اردو بیورو، دہلی نو، ج ا، ص ۳۴

۵۔ افسر، صدّیقی امروہوی: مخطوطات انجمن ترقی اردو (۶ مجلّد) مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ج ۳، ص ۷۳

۶۔ ندوی، ڈاکٹر حامد اللہ: کتابخانۂ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات، مطبوعات موڈرن پبلشنگ ہاوس، نئی دہلی، ص ۱۹۳

۷۔ صلاح الدّین؛، دہلی کے اردو مخطوطات کی وضاحتی فہرست: مطبوعات انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ص ۸۰

۸۔ تذکرۂ مخطوطات: ج ا، ص ۱۹۲

۹۔ مشفق، خواجہ؛ جائزہ مخطوطات اردو: مطبوعات انجمن ترقی اردو ہند، دہلی، ج ا ص ص: ۱۰۷۰، ۱۰۷۱

۱۰۔ عیسوی سنین کے لکھنے کا چلن بہ گمان غالب انیسویں صدی کا ابتداء میں ہوا تھا۔ چنانچہ ذخیرۂ شیرانی میں دستور السیاق کا ایک مخطوط ہے جس پر کتابت کی تاریخ ۲ جون ۱۸۲۱ء لکھی ہوئی ہے۔ رجوع کیجیے: فہرست مخطوطات شیرانی: مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور۔

Scanned with CamScanner

۱۱۔ عیسوی سے ۵۷ برس زاید/ فارسی مخطوطات پر بکرمی سنبت کے لکھے جانے کا چلن عالمگیر ثانی کے وقت میں عام ہوگیا تھا۔ چنانچہ ذخیرۂ شیرانی میں ایک نسخہ فتوحات عالمگیری مکتوب ۱۸۱۳ء بکرمی (=۱۷۵۶ء) یہ عہد عالمگیر ثانی محفوظ ہے۔ رجوع کیجیے: فہرست مخطوطاعت شیرانی، ج ۱، ص ۴۷

۱۲۔ ذخیرۂ شیرانی میں ہی کشایش نامہ بہبود کا مخطوط ۱۱۸۲ فصلی (مطابق ۱۱۸۸ھ/ ۱۷۷۴ء) لکھا ہوا موجود ہے۔

۱۳۔ مغل بادشاہ جلال الدّین محمد اکبر (۹۲۳۔۱۰۱۴ھ۔ق) کے زمانے کے کئی مخطوطات پر سال الٰہی درج ہے۔ الٰہی کلنڈر چونکہ اکبر بادشاہ نے ہی اپنے عہد حکومت میں شروع کروایا تھا

۱۴۔ تذکرۂ مخطوطات: ج ۵، ص ۲۰۹

۱۵۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو: ج ۵، ص ۳۵

۱۶۔ الٰہی، میر عماد الدین محمود الحسینی ہمدانی: تذکرۂ الٰہی: مرتبہ، عبد الحق، نیشنل مشن فار مینسکرپٹس، نئی دہلی، اشاعت اوّل ۲۰۱۳ء، ج ۱ حصہ ۲، ص ۱۰۷

۱۷۔ عطار، خواجہ فرید الدّین: منطق الطیر، بہ کوشش ذکر احمد رنجبر: انتشارات امیر کبیر، تہران چاپ اوّل ۱۳۶۷ھ ش، ص ۸

۱۸۔ نشر دانش، سال ہشتم، ۱۳۲۷ھ ص، ۴۰، ص ۲۹۷

۱۹۔ معزّی، محمد بن عبد الملک نیشاپوری، کلّیات دیوان معزّی، بہ کوشش ناصر ہیری: انتشارات نشر مرزبان، تہران، ایران، چاپ اوّل ۱۳۶۲ھ۔ش، ص ۴۵۰

۲۰۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو: ج ۵ ص ص ۱۰۲، ۱۰۴

☆☆☆

Scanned with CamScanner